B.A, Part-2 URDU (MB)

Paper- (Poetry)

Topic: Majaaz Lacknawi ki Shaeri

Notes By:

Dr. Masroor Haidri,

Department of Urdu,

J.K College, Biraul, Darbhanga.

اسرار الحق مجاز کی شاعری

اسرار الحق مجاز لکھنوی 19 اکتوبر 1911ء کو قصبہ رودولی ضلع بارہ بنکی میں پیدا ہوئے۔ نام اسرار الحق اور مجاز تخلص اختیار کیا۔ حصول تعلیم کے لیے لکھنو آئے اور یہاں سے ہائی اسکول پاس کیا۔ لکھنو کی مخصوص تہذیب اور شعر وادب کی سرزمین ہونے پر ان کو لکھنو سے اس قدر لگاؤ ہوا کہ اپنے تخلص میں لکھنو جوڑ لیا اور مجاز لکھنوی کے نام سے مشہور ومعروف ہوئے۔ 1935ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی اے کر کے 1936ء میں دہلی ریڈیو اسٹیشن سے شائع ہونے والے 'آواز' کے پہلے مدیر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ کچھ عرصہ تک بمبئی انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ میں بھی کام کیا اور پھر لکھنو آکر 'نیا ادب' اور 'پرچم' کی ادارت کی۔ اس کے بعد دہلی میں ہارڈنگ لائبریری سے وابستہ ہوگئے، مگر ان کی افتاد طبیعت نے ملازمت کی پابندیاں برداشت نہ کیں اور اپنے کو پورے طور پر شاعری کے لیے وقف کر دیا۔

اردو ادب میں سب سے زیادہ موثر تحریک ترقی پسند تحریک ہے۔ جو مشہور ناول نگار منشی پریم چند کی صدارت میں 1936ء میں عمل میں آئی۔ اس تحریک میں اجتماعیت، حقیقت پسندی اور عقلیت پسندی کو بنیادی اہمیت دی گئی اور ''ادب برائے زندگی'' کے نظریہ پر یہ تحریک استوار ہوئی۔ اس لیے اس تحریک سے وابستہ شعراء کے کلام میں نسلی تعصب اور سماجی امتیازات کے خلاف شدید ردعمل ملتا ہے۔ مجاز، فیض، جاں نثار اختر، ساحر لدھیانوی، فراق، مجروح اور احمد ندیم قاسمی اس تحریک کے شعری ادب میں تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان شعراء نے جدوجہد آزادی پر بہت سی کامیاب نظمیں لکھی ہیں اور عشق ومحبت سے دامن چھڑا کر

اپنی محبوبہ سے کہتے ہیں: جیسے مجاز اپنی نظم ''نوجوان خاتون سے خطاب'' میں کہتے ہیں:

تیرے ماتھے پہ یہ آنچل بہت ہی خوب ہے لیکن
تو اس آنچل سے اک پرچم بنا لیتی تو اچھا تھا

اسی نظم کا شعر دیکھئے:

حجاب فتنہ پرور اب اٹھا لیتی تو اچھا تھا
خود اپنے حسن کو پردہ بنا لیتی تو اچھا تھا

مجاز کی شاعری میں اس گھٹن کی تصویر ہے، جس سے اس وقت کا معاشرہ اور اس وقت کا ہر نوجوان گزر رہا تھا۔
جلال آتش و برق وسحاب پیدا کر اجل بھی کانپ اٹھے، وہ شباب پیدا کر ترے خرام میں ہے زلزلوں کا راز نہاں ہر اک گام پر اک انقلاب پیدا کر تیرا شباب امانت ہے ساری دنیا میں تو خار زار جہاں میں گلاب پیدا کر ان کی سب سے بہترین نظم 'آوارہ' ہے، جس کے چند بند 1953ء میں بنی فلم 'ٹھوکر' میں مشہور گلوکار طلعت محمود کی مخملی اور جادوئی آواز میں آج بھی سننے والوں کو مسحور کر دیتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خود مجاز مخاطب ہیں:

یہ شہر کی رات اور میں ناشاد و ناکارہ پھروں
جگمگاتی دوڑتی سڑکوں پہ آوارہ پھروں
غیر کی بستی ہے کب تک در بدر مارا پھروں
اے غم دل کیا کروں، اے وحشت دل کیا کروں

راہ میں دم لے لوں رک کر یہ میری عادت نہیں
لوٹ کر واپس چلا جاؤں میری یہ فطرت نہیں
اور ہم نوا مل جائے کوئی یہ میری قسمت نہیں
اے غم دل کیا کروں، اے وحشت دل کیا کروں

منتظر ہے اک طوفان بلا میرے لیے اب بھی
اب بھی جانے کتنے دروازے ہیں وا میرے لیے

پر مصیبت ہے مرا عہد وفا میرے لیے
اے غم دل کیا کروں، اے وحشت دل کیا کروں

3 دسمبر 1955 کا لکھنو میں مشاعرہ ہوا، اس مشاعرے میں مجاز شریک تھے۔ اور یہی مشاعرہ مجاز کے لیے آخری مشاعرہ ثابت ہوا، جس میں انہوں نے دو غزلیں پڑھی تھیں اور 5 دسمبر 1955 کو وہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے۔ مجاز کی شاعری میں پیغام عمل اور فرسودہ و جارحانہ غیر ملکی حکومت سے سرکشی اور بغاوت کے آثار نمایاں تھے۔ اپنی عشقیہ شاعری میں قلبی واردات اور احساسات کو دلکش و موثر انداز میں پیش کیا۔ ان کی انقلابی شاعری اور قومی شاعری موضوعات پر نظمیں ہماری تحریک آزادی، امنگوں اور ولولوں سے سرشار ہیں۔

☆☆☆